دورہءقرآن

چھٹا پارہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکريم ، اما بعد ، فاعوذ باللّٰہ من الشيطان الرجيم بسم اللّٰہ الرحمان الرحيم
رب اشرح لی صدری و يسر لی امری و احلل عقدة من لسانی يفقهوا قولی

پچھلے پارے میں ہم نے اصلاح کے بارے میں پڑھا کہ اصلاح کیسے کی جاتی ہے؟ اللہ تعالیٰ مصلحین کو پسند کرتا ہے، اصلاح پسند کرتا ہے اور فساد پسند نہیں کرتا۔ اُمت مسلمہ میں سے ہر شخص، مرد ہو یا عورت، اُس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کا کام کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرے۔ لیکن بہت سے لوگ اس فریضے کو صحیح طور پر ادا کرنا نہیں جانتے، جس کی وجہ سے جب وہ اصلاح کرنے نکلتے ہیں تو مزید بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ اصلاح کیسے کی جاتی ہے اور اصلاح کا جذبہ کس طرح ہر ایک کے اندر ہونا چاہئے؟ اس کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے فرمایا: ’’اَلْمُؤمِنُ مِرآۃُ الْمُؤمِنِ ، اِذَا رَاٰی فِیْهِ عَیْبًا اَصْلَحَهٗ ‘‘۔ ’’مومن، مومن کا آئینہ ہے (mirror) جب وہ اس میں کوئی عیب دیکھتا ہے تو اس کو درست کر دیتا ہے۔‘‘

انسان کی انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کا خیر خواہ ہو، اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے جذبات کو سمجھتا ہو، اُن کی قدردانی کرتا ہو۔ ہر انسان کو دوسرے انسان کی بہتری چاہئے۔ ہر انسان کا یہ حال ہو کہ وہ دوسرے انسانوں کو اپنا بھائی سمجھے، اپنے جیسا سمجھے، وہ اُن کی ترقی پر خوش ہو اور اگر کسی بھائی میں کوئی خرابی دیکھے تو وہ خیر خواہی کے جذبے کے تحت اس کی اصلاح کے لیے مستعد ہو جائے، تیار ہو جائے۔ یعنی مومن بیگانہ اور بے نیاز نہیں رہ سکتا کہ وہ کسی کو برائی کرتا دیکھ رہا ہے، غلط کرتا دیکھ رہا ہے اور پھر وہ اس کی اصلاح ہی نہیں کرتا، ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کو چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے کرے۔ یا جس کی اصلاح کرنا مقصود ہو وہ یہ مصلح سے یہ کہے کہ mind your own business، تم اپنا کام کرو اور مجھے میری مرضی کرنے دو۔ یہ اسلامی اخلاق اور اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

اسلامی طریقہ کیا ہے؟

انسان برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ صرف اپنی ذات میں نہیں بلکہ اپنے ماحول کو بھی برائیوں سے پاک رکھے۔ کیونکہ جب ایک انسان کوئی کام کرتا ہے تو وہ کام صرف اسی کی حد تک محدود نہیں رہتا، اُس کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا ہے ripple effect ہوتا ہے۔ جیسے اگر آپ پانی کے اندر ایک پتھر پھینکیں تو صرف اُس حصے کو چوٹ نہیں لگتی یا صرف وہاں پر ہی حرکت نہیں ہوتی جہاں پتھر گرتا ہے بلکہ اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لہروں سے بننے والا دائرہ پھیلنے لگتا ہے اور دور تک پھیلتا چلا جاتا ہے۔ آپ نے کبھی ٹھہرا ہوا پانی دیکھا ہوگا، اگر اس میں کوئی چھوٹا سا پتہ بھی گرتا ہے تو پتہ گرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ چاروں طرف پانی کے اندر ارتعاش پیدا ہوتا ہے اور پانی کی ساری سطح اُس سے متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح جب ہم کوئی غلط کام کرتے ہیں، گناہ کرتے ہیں، بداخلاقی کرتے ہیں، اللہ کی ناراضگی کا کوئی کام کرتے ہیں تو اس کا نقصان صرف ہمیں نہیں ہوتا، اس کا اثر صرف ہماری ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ ہمارے آس پاس کی جتنی چیزیں ہیں، وہ سب اس سے متاثر ہوتی ہیں۔ چاہے وہ انسان ہیں، چاہے وہ جانور ہیں، چاہے وہ ماحول کی دیگر چیزیں ہیں کیونکہ یہ پوری کائنات، پورا ماحول اللہ کا تابع فرمان ہے۔ ہر چیز اللہ نے پیدا کی، وہ اللہ کی وفادار ہے، اللہ کی عبادت میں لگی ہوئی ہے۔ ان سب کے پاس اختیار نہیں، انسان کے پاس اختیار ہے۔ انسان اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے جب کوئی نافرمانی کا کام کرتا ہے تو وہ ایک طرح سے باقی تمام creations مخلوقات کے خلاف جا رہا ہوتا ہے اور اس کے آس پاس کی ساری چیزیں اس سے وحشت ناک ہوتی ہیں، پریشان ہوتی ہیں اور وہ اس کے خلاف پھر قیامت کے دن گواہی دیں گی۔ سورۃ الروم میں آتا ہے کہ

’’ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ ‘‘

''انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہر وہ چیز جو خشکی پر ہے اور سمندر پر ہے، اُن سب کے اندر فساد پھیل گیا ہے''

یعنی انسان کے گناہوں اور غلطیوں کے جو اثرات سے پوری دنیا اُن کی لپیٹ میں آگئی ہے۔ بلکہ اکثر بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ایک گھر کے اندر اگر کوئی شخص غلط رویہ اختیار کرتا ہے مثلاً اگر کوئی بچہ باغی ہوجاتا ہے، گھر چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا لڑکے عام طور پر ماں باپ سے بغاوت کر جاتے ہیں تو اس کا اثر صرف اس لڑکے کی ذات پر نہیں ہوتا بلکہ اس کے بہن بھائی، والدین، خاندان، رشتہ دار، برادری، جان پہچان کے لوگ سارے کے سارے اس سے متاثر ہوتے ہیں۔اسی طرح اگر نماز کا وقت ہے اور ایک شخص نماز نہیں پڑھ رہا تو ایسا نہیں کہ صرف وہ اکیلا ہی گناہ گار ہے، بلکہ اس کی وجہ سے باقی لوگوں کے اندر بھی سُستی آرہی ہے، اُن کے لیے بھی اللہ کی عبادت مشکل ہورہی ہے تو یہ قدرتی بات ہے کہ جب ایک شخص برائی کرتا ہے تو اس سے صرف وہ خود نہیں بلکہ ماحول بھی متاثر ہوتا ہے۔اس لیے امت مسلمہ کو یہ ایک بہت اہم ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ اگر کہیں کوئی برائی ہورہی ہو تو وہ اس کی روک تھام کریں اور اگر کوئی شخص نیکی میں پیچھے رہ رہا ہو تو لوگ اس کو نیکی کی طرف مائل کریں، اس کا ہاتھ پکڑیں، اسے آگے بڑھائیں۔

تو اب بات دراصل یہ ہے کہ جب آپ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی شخص برائی کر رہا ہے اور آپ کا یہ فرض بھی ہے کہ آپ اس کی اصلاح کریں تو اس کے لیے آپ کو سب سے پہلے اپنے اندر خیر خواہی لانی ہوگی، اس کے لیے دل میں ہمدردی پیدا کرنی ہوگی جو کہ سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ایسا کیوں کرنا ہوگا ؟ کیونکہ اس کے بغیر اصلاح ہو نہیں سکتی مثلاً ڈاکٹر ہمدرد ہوتا ہے وہ مریض کے جسم کا کوئی حصہ بھی کاٹ دے تو مریض کے فائدے میں ہوتا ہے۔مریض اس کو positively لیتا ہے مثبت انداز میں لیتا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ شفایاب بھی ہوجاتا ہے۔لیکن اگر کوئی دشمن یا کوئی نفرت کے ساتھ کسی کو تیر لگائے یا کوئی نقصان دے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ چوٹ صرف جسم کی چوٹ نہیں ہوتی بلکہ وہ چوٹ روح تک پہنچ جاتی ہے اور انسان عرصے تک اس زخم کو، اس درد کو، اس تکلیف کو، اُس مار کو نہیں بھولتا۔ڈاکٹر کا لگایا ہوا نشتر مندمل ہوتا ہے، انسان خوش ہوجاتا ہے، ڈاکٹر کا بھی شکر گزار رہتا ہے لیکن کسی دوسرے انسان کی بدنیتی کے ساتھ پہنچائی ہوئی کوئی تکلیف انسان کو زندگی بھر نہیں بھولتی۔

ان دونوں میں کس چیز کا فرق ہے؟ بظاہر دیکھنے میں دونوں کا عمل ایک جیسا ہے لیکن دونوں کا فرق کیا ہے؟ کہ ایک خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ کر رہا ہے اور دوسرا نفرت کے ساتھ، دشمنی کی وجہ سے کر رہا ہے۔تو ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ جب ہم کہیں کوئی برائی دیکھیں تو کیا کریں؟ اصلاح کریں۔لیکن کیسے کریں؟ خیر خواہی کے ساتھ کریں۔خیر خواہی کس طرح ہوگی؟ اس کا کیا معیار ہے؟ ہمارے اندر کس طرح کے جذبات ہوں گے؟ خیر خواہی کے۔اس کا انحصار خود ہمارے اپنے ضمیر پر ہے کہ ضمیر کیا گواہی دیتا ہے؟ دل کیا کہتا ہے؟ تو خیر خواہی جانچنے کے لیے کیا کرنا ہوگا۔دیکھئے کہ آپ کسی کے ساتھ جو رویہ اختیار کر رہے ہیں، اگر آپ کے اندر بھی وہ غلطی ہو تو کیا آپ اپنے لیے اس رویہ کو پسند کریں گے؟ ہم ہمیشہ جب دوسروں کی اصلاح کرنے چلتے ہیں تو اُن کے ساتھ بھلائی کے بجائے اُن کو عار دلانے لگتے ہیں۔اُن کی غلطیوں اور اُن کی برائیوں پر اُن کو طنز کرتے ہیں تو یاد رکھئے کہ عار دلانے سے کبھی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔اصلاح ہوتی ہے خیر خواہی کے ساتھ اور اچھے انداز میں، اُس رویے کے ساتھ جو آپ اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔

اصلاح کرنے اور condemn کرنے میں بہت بڑا فرق ہے تو جس سماج میں لوگوں کا یہ حال ہو کہ وہاں ہر انسان دوسرے انسان کے لیے آئینے کی مانند ہو تو پھر کیا ہوگا؟ اصلاح ہوگی۔اگر آپ آئینے کے سامنے کھڑے ہوں mirror کے سامنے۔تو وہ کسی کمی یا زیادتی کے بغیر آپ کے اصل چہرے کو دکھا دیتا ہے۔ as it is۔جیسے آپ ہوتے ہیں ویسا ہی دکھاتا ہے۔اسی طرح ایک سچے انسان کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ جب بھی کسی دوسرے انسان کے اندر کوئی کمی یا خرابی دیکھتا ہے تو اس کا انسانی جذبہ اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اس سے باخبر کردے۔سچے انسان کے لیے ایسے معاملے میں چُپ رہنا ممکن نہیں، جیسے آئینہ چُپ نہیں رہتا اسی طرح سچا انسان بھی خاموش نہیں ہوجاتا۔سچائی کو دیکھ کے آنکھیں بند نہیں کرلیتا بلکہ اس کے اندر ایک تکلیف ہوتی ہے، ایک درد ہوتا ہے اور وہ درد ہمدردی کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی بنا پر وہ دوسرے کے ساتھ اچھا بول بولتا ہے۔آئینہ جب کسی کو اس کے چہرے کی خرابی دکھاتا ہے تو اس کے اندر کوئی برا جذبہ نہیں ہوتا۔آئینہ کا کام صرف خرابی کو بتانا ہے نہ کہ خرابی والے انسان کو نیچا دکھانا، اس کو ذلیل کرنا۔

اسی طرح سچا انسان وہ ہے جو اپنے بھائی کو اُس کی خرابی سے آگاہ کرے تو اس کے دل میں بھائی کے خلاف نفرت و حقارت کا کوئی جذبہ نہ ہو۔بعض

لوگ کیا کرتے ہیں کہ اگر کسی کے لباس میں یا شکل پہ یا کسی انداز میں کوئی عیب دیکھتے ہیں تو وہ اُس پر ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔آپ نے اکثر دیکھا ہوگا جیسے چہرے پہ کچھ لگا ہے، کوئی داغ دھبہ کہیں لگا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ خاموشی کے ساتھ، سرگوشی کے ساتھ اچھے طریقے سے دوسرے کو بتا کر اس کو شرمندگی سے بچائیں تو کیا کرتے ہیں؟ ہنسنے لگتے ہیں۔ جب لوگ آپ پر ہنسنے لگتے ہیں تو آپ سوچتے ہیں ? what is wrong with me پھر آپ خود اپنی خرابی دیکھتے ہیں تو یہ طریقہ بھی غلط ہے کہ آپ کسی کے عیب پر اس طرح اس کا مذاق اُڑائیں، اُس پر طعن و تشنیع کی بارش کریں اور اُس شخص کو حقیر سمجھیں۔ بعض اوقات ہم کسی کے عیب کو حقیر سمجھ رہے ہوتے ہیں حالانکہ وہ عیب خود ہمارے اپنے اندر بھی ہوتا ہے۔ حالانکہ وہی غلطی ہم خود بھی کرتے ہیں۔ تو جب اصلاح کریں تو ایسا کرتے ہوئے نہ اپنے آپ کو اونچا سمجھیں اور نہ دوسرے کو نیچا۔اس کا مقصد صرف عیب کی اصلاح ہو نہ کہ عیب کا اشتہار۔ جیسے کہ آئینہ ہمارا اشتہار نہیں دیتا، ہمیں کو دکھا کے اصلاح کا موقع دیتا ہے۔ ہمیں بھی دوسروں کے عیب بتا کے انہیں مہلت دینی چاہئے کہ وہ اصلاح کر سکیں۔ نہ کہ لوگوں میں اس کا چرچا کریں۔ آئینہ آدمی کے چہرے پر کوئی دھبہ بتائے، تو آدمی کسی رکاوٹ کے بغیر فوراً اس کو قبول کر لیتا ہے مگر جب انسان کسی آدمی کو اس کا عیب بتائے تو اکثر وہ اس کو عزت اور غیرت کا مسئلہ بنا لیتا ہے۔ یہ جذبہ آدمی کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے کہ انسان کو اس کی غلطی بتائی جائے اور وہ غلطی ماننے کی بجائے اوپر سے مزید اکڑ جائے، ناراض ہو، تاویلیں کرے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ انسان کی نشاندہی کو بھی اسی خوش دلی کے ساتھ قبول کر لے جس سے وہ آئینہ کی نشاندہی کو قبول کرتا ہے۔ کوئی شخص آئینے میں دیکھے اور اگر اُسے اپنی شکل یا لباس میں کوئی چیز پسند نہ آئے تو وہ آئینے کو توڑ نہیں دیتا بلکہ کیا کرتا ہے؟ اس کو فوراً مان لیتا ہے کہ ہاں یہ صحیح کہہ رہا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ہمیں ہماری کوئی خامی بتائے، کوئی غلطی بتائے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ مان لینا چاہئے۔ اس سے کیا ہوگا؟ اصلاح ہوگی۔ اور اگر نہیں مانیں گے تو فساد ہوگا۔ اور وہ گناہ یا غلط کام صرف ہماری حد تک محدود نہیں رہے گا بلکہ آگے پھیلتا چلا جائے گا۔